



سوال

(1083) نماز جنازہ میں رفع الیدین

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز جنازہ میں رفع الیدین ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نماز جنازہ کی تکبیر اولیٰ بمرغ الیدین پر حملہ اہل علم متفق ہیں۔ باقی تکبیرات میں اختلاف ہے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ بحوالہ کتاب ”الاشراف والاحجام“ لابن المنذر فرماتے ہیں:

”صمغوا علیٰ اَنَّهُ یُرفَعُ فی اَوَّلِ تکبیرة، وَاخْتَلَفُوا فی سَائِرِهَا لِلمجموع: ۲۳۲/۵

”پہلی تکبیر پر رفع الیدین تو بالاحجام مشروع ہے۔ لیکن باقی تکبیرات پر رفع الیدین میں اختلاف ہے۔“

البتہ امام ترمذی نے اپنی ”جامع“ میں باقی تکبیرات میں رفع الیدین کو اکثر اہل علم کی طرف منسوب کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

’وَخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فی بَدَا، فَرَأَى اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَغَيْرِهِمْ اَنْ يَرْفَعُ الزَّجْلُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ، وَاحْمَدُ، وَالسُّنِّيُّ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَاهْلِ الْكُوفَةِ‘

یعنی اہل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم میں سے اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ جنازہ میں ہر تکبیر پر رفع الیدین کی جائے۔ یہی قول ابن المبارک، امام شافعی، احمد اور اسحاق کا ہے۔ بعض اہل علم صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کے قائل ہیں۔ یہ قول امام ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا ہے۔

جو لوگ تمام تکبیرات میں رفع الیدین کے قائل ہیں، وہ حضرت عبد ا۔ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

’اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ (معرفۃ السنن والآثار، باب التکبیر علی الجنائز وغیر ذلک، رقم: ۷۱۳)



یعنی ”نبی ﷺ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے۔“

حدیث ہذا کی سند کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کو ”طبرانی اوسط“ کے علاوہ ”دارقطنی“ نے بھی اپنی ”العلل“ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ پھر اس کے موقف ہونے کو درست قرار دیا ہے۔ وجہ یہ بیان کی ہے کہ عمر بن شہبہ کے علاوہ کسی نے اس کو مرفوع ذکر نہیں کیا۔ لیکن شیخ ابن باز رحمہ اللہ ”فتح الباری“ پر تعلیقات میں فرماتے ہیں:

’وَالْأَظْهَرُ عَدَمُ الْإِتِّفَاقِ إِلَى بَدْوِ الْعَلِيَّةِ، لِأَنَّ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ، فَيُقْتَبَلُ رَفْعُهُ، لِأَنَّ ذَلِكَ زِيَادَةٌ مِنْ يَثْبُتِ، وَهِيَ مَقْبُولَةٌ عَلَى الرَّاجِحِ عِنْدَ أَعْيُنِ الْحَدِيثِ، وَيَكُونُ ذَلِكَ دَلِيلًا عَلَى شَرَعِيَّةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيرَاتِ الْجَنَازَةِ. (وَاللَّهُ أَعْلَمُ) فتح الباری: ۱۹۰/۳

یعنی ”زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ علت ناقابل اتفات ہے، کیونکہ عمر مذکور ثقہ ہے۔ اس کا رفع قابل قبول ہے۔ راجح قول کے مطابق ائمہ حدیث کے ہاں ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا حدیث ہذا اس بات کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات میں رفع یدین مشروع ہے۔“ (وا أعلم)

دوسری طرف حنفیہ و ثوری کے علاوہ حافظ ابن حزم، امام شوکانی اور علامہ البانی رحمہم اللہ وغیرہ تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کے ماسوا باقی تکبیروں میں عدم رفع کے قائل ہیں۔ وجہ یہ بیان کی ہے کہ کوئی قابل حجت مرفوع دلیل نہیں مل سکی۔ یاد رہے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی بات بھی محل نظر ہے، کیونکہ راوی عمر بن شہبہ بقول ابن حجر رحمہ اللہ ”صدوق“، ”درجہ رابعہ“ سے ہے۔ اس کی زیادتی ثقات کے خلاف قابل قبول نہیں۔ البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سندوں سے رفع یدین ثابت ہے۔ اس بناء پر امام عبد الجبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہاتھ اٹھانا، نہ اٹھانے سے بہتر ہے۔ (فتاویٰ غزنویہ: ص: ۹۹، ۱۰۰)

مولانا محمد عبدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دلائل کی روشنی میں ہم رفع یدین کو غیر مشروع نہیں کہہ سکتے۔ احکام جنازہ، ص: ۱۷۹

ایک روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ بھی تمام تکبیروں میں رفع یدین کے قائل ہیں۔ اکثر ائمہ بلخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! ”المبسوط“ للسرخسی (۶۳/۲) حنفیہ کے اس قول کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے حدیث ”أَسْئَلُ فِي الصَّلَاةِ“ کے جواب میں استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! حاشیہ ”التنکیل“ (۳۸/۲)

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 863

محدث فتویٰ